فقر و فاقہ اور اُس کا اسلامی حل

یوُسف القرضاوی

تلخیص و ترجمہ: عبدالحمید صدیقی

(۴)

مذموم پیشے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "احیائے علوم الدین" میں معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے صنعت و حرفت کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے روزی حاصل کرنے کے مذموم پیشوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "بعض پیشے ایسے ہیں جنہیں اپنانے کے لیے ابتدا میں تھوڑی سی محنت اور کوشش کے علاوہ کچھ سیکھنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور کچھ لوگ لڑکپن میں انہیں سیکھنے سے غفلت برت جاتے ہیں یا کسی اور وجہ سے نہیں سیکھ سکتے۔ چنانچہ وہ کسی صنعت یا حرفت سے واقف نہ ہونے کے سبب روزی نہیں کما سکتے۔ لہٰذا وہ دوسروں کی محنت کا پھل کھانے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح دو گھٹیا پیشے معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ ایک چوری اور ڈاکہ زنی۔ دوسرا بھیک مانگنا اور گداگری۔ عامۃ الناس چوروں اور گداگروں دونوں کے بارے میں محتاط رہتے ہیں اور اُن سے اپنے مالوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ان دونوں گروہوں کو دوسروں کے مالوں پر قبضہ کرنے کے لیے مختلف حیلے اور تدابیر سوچنی پڑتی ہیں۔ جہاں تک چوروں اور ڈاکوؤں کا تعلق ہے ان میں ایک تو وہ ہیں جو اپنے بہت سے ساتھی تلاش کر لیتے ہیں اور خود اُن کے سرغنہ بن کر راہ زنی کرتے ہیں اور جو ان میں کمزور ہوتے ہیں وہ مختلف حیلوں مثلاً نقب زنی وغیرہ کے ذریعے مال لوٹتے ہیں۔ اور جہاں تک گداگروں کا تعلق ہے، جب وہ دوسروں کا محنت سے کمایا ہُوا مال حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ مشقت اٹھاؤ اور تم بھی دوسروں کی طرح کام کرو، اور انہیں کچھ نہیں دیا جاتا، تو وہ لوگوں کا مال اینٹھنے کے مختلف حیلے

بہلانے اختیار کرتے ہیں اور اپنی بیکاری کے لیے مختلف عذر تلاش کرتے ہیں کچھ وہ ہیں جو اپنے بچوں کو ساتھ لے کر مکاری سے اندھوں کی ایک جماعت بنا کر نکلتے ہیں تاکہ لوگ انہیں معذور جان کر کچھ دیں۔ کچھ وہ ہیں جو اپنے آپ کو اندھے یا اپاہج یا دیوانے یا بیمار ظاہر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے اندر جذبۂ ترحم پیدا ہو اور وہ انہیں کچھ دے دیں کچھ وہ ہیں جو لوگوں کو متحیر کرنے والے بعض اقوال و افعال سیکھ لیتے ہیں جن سے لوگ متاثر ہو کر انہیں کچھ دے دیتے ہیں۔ مثلاً ٹھٹھا مخول، نقل اُتارنا، شعبدہ بازی، مضحکہ خیز حرکات، عجیب و غریب اشعار، مقفیٰ و مسجع نثری کلام، وہ اشعار جو دلوں کو بہت متاثر کریں، یا وہ جو انسان کے سفلی جذبات کو اُبھاریں۔ کچھ ایسے کام جن پر معاوضہ تو لیا جائے مگر وہ معاوضہ سمجھا نہ جائے مثلاً تعویذات وغیرہ کا کاروبار، جن کا بیچنے والا بچوں اور جاہل لوگوں کو دھوکے سے یہ کہتا ہے کہ یہ تعویذات مختلف امراض کا مداوا ہیں۔ یہ فال نکالنے والے، ستارہ شناس، رمّال، منبروں پر چڑھ کر مانگنے والے واعظ بھی انہی لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے دلوں کو مختلف حیلہ سازیوں سے متاثر کر کے اُن سے روپیہ بٹوریں۔ مانگنے اور سوال کرنے کی یہ حیلہ سازیاں تعداد میں ہزار دو ہزار سے متجاوز ہیں۔"

امام غزالی رحمۃ علیہ نے چوری اور گداگری دونوں مذموم پیشوں کے بارے میں جو معلومات فراہم کی ہیں وہ یقیناً اُن کی ژرف نگاہی اور دقّتِ نظر پر دلالت کرتی ہیں۔

تدبیر کا فقدان تلاشِ معاش کے لیے سعی و عمل نہ کر سکنے والوں کی آخری قسم اُن لوگوں پر مشتمل ہے جو کام کرنے کی طاقت و قدرت رکھنے کے باوجود کام کرنے کی تدبیر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وسائلِ معاش اور کمائی کے مختلف طریقوں کے بارے میں اُن کی معلومات بالکل محدود ہوتی ہیں۔ ایسے حالات میں اُن کے لیے یہ بات سب سے آسان ہوتی ہے کہ وہ اپنی اور اپنے کنبے کی کفالت کا بوجھ حکومت وقت پر ڈال کر تلاشِ معاش کی ساری کوششوں کو ترک کر دیں اور خود بیکار بیٹھے زندگی کے دن پورے کرتے رہیں۔ مگر اسلام ایسے کسی شخص کے اس طرزِ عمل کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا بلکہ وہ معاشرے کے عام افراد پر عام طور پر اور اصحابِ اختیار و اقتدار پر خاص طور پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ وہ اُس شخص کو اُس کے حسبِ حال کوئی کام

تلاش کر کے دیں اور روزی کما کر کھانے میں اس کی مدد کریں۔ چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا (اور اپنی بیکاری کی شکایت کرنے لگا) آپؐ نے فرمایا "کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں ؟" اس نے عرض کیا "کیوں نہیں، ایک پالان ہے، جسے ہم اوپر بھی اوڑھتے ہیں اور نیچے بھی بچھاتے ہیں۔ اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں" آپؐ نے فرمایا "جاؤ وہ دونوں چیزیں لے آؤ"۔ جب وہ شخص دونوں چیزیں لے آیا تو آپؐ نے انہیں لے کر حاضرینِ مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا "ان دونوں چیزوں کو کون خریدتا ہے ؟" ایک آدمی نے کہا "میں انہیں ایک درہم میں خریدتا ہوں" آپؐ نے فرمایا "دو یا تین درہم میں کون لیتا ہے ؟" ایک دوسرے آدمی نے کہا "میں دو درہموں میں خریدتا ہوں"۔ آپؐ نے پالان اور پیالہ اس آدمی کو دے کر دو درہم لے لیے اور انصاری کو دے کر فرمایا "ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے گھر والوں کو دے آؤ اور دوسرے درہم کی ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے اس میں دستہ لگایا اور فرمایا "یہ کلہاڑی لے کر جاؤ اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرو اور انہیں بیچا کرو۔ اور پندرہ دن تک میرے پاس مت آنا"۔ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کر بیچتا رہا۔ جب پندرہ دن کے بعد آیا تو وہ دس درہم کما چکا تھا جن میں سے کچھ درہموں کا اس نے کپڑا اور کچھ کا کھانا دانہ خریدا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "یوں کما کر کھانا تمہارے لیے بہتر ہے اس سے کہ لوگوں سے مانگتے پھرنے کے سبب قیامت کے روز تمہارا چہرہ داغدار ہو۔ سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لیے درست ہے۔ ایک نہایت مفلس آدمی۔ دوسرے جو بہت بھاری قرض کے نیچے دبا ہوا ہو اور تیسرے وہ جس پر بھاری دیت پڑ گئی ہو"۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے لیے اس بات کو اچھا نہیں سمجھا کہ وہ کمانے کی طاقت رکھنے کے باوجود زکوٰۃ و صدقات لے کر اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرے، بلکہ کسبِ حلال کے مواقع فراہم کرنے میں اس کی مدد کی۔

فقر و فاقہ کے مسئلے کو حل کرنے میں اسلام اُن تمام نظام ہائے زندگی سے کوسوں آگے ہے جو ظہورِ اسلام سے کئی صدیاں بعد انسانیت کے سامنے پیش کیے گئے۔ وہ کسی حاجتمند سائل کی مشکل کو یوں حل نہیں کرتا کہ

وقتی طور پر اُسے کچھ مادّی امداد دلوا دے اور نہ وہ محض وعظ و تلقین سے سائل کے دل میں سوال کرنے سے نفرت پیدا کر دینے پر اکتفاء کرتا ہے بلکہ وہ سائل کی دستگیری کرتا ہے اور بڑے احسن طریقے سے غربت و افلاس سے نجات حاصل کرنے میں اس کی مدد کرتا ہے۔ اور اسے اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنی معاشی حالت کو درست کرنے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور دوسروں کے آگے دستِ سوال دراز کرنے سے گریز کرے۔

ازالۂ فقر و فاقہ کے لیے دوسرا وسیلہ فقر و فاقہ کے ازالہ کے لیے دینِ اسلام میں اگرچہ یہ چیز اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہر شخص کو کوشش اور محنت کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر فقر و فاقہ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ مگر اُن معذوروں کا کیا گناہ ہے جو کام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے؟ اُن بیواؤں کا کیا قصور ہے جن کے خاوند انہیں بالکل کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں؟ چھوٹے چھوٹے بچّوں اور نہایت بوڑھے آدمیوں کا کیا گناہ ہے؟ مزمن امراض میں مبتلا لوگوں کا کیا گناہ ہے؟ اور ان لوگوں کا کیا گناہ ہے جو بعض آفاتِ ناگہانی کے باعث کام اور کسب سے محروم ہو گئے ہیں؟ کیا ایسے افرادِ معاشرہ کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے گا؟

نہیں۔ اسلام نے اِن افراد کو بھی فقر و فاقہ اور محتاجی و تنگ دستی کے چنگل سے نجات دلانے کے لیے انتظام کیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی چیز یہ ہے کہ ایک خاندان کے افراد ایک دوسرے کا پاس کریں اور ایک دوسرے کی اعانت و کفالت کا ذمّہ لیں، طاقت ور کمزور کے کام آئے، دولتمند اپنے فاقہ مست بھائی کا کفیل بن جائے، اصحابِ قدرت و اختیار اپنے معذور و مجبور رشتہ داروں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد دیں۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک خاندان کے افراد کے باہمی تعلقات زیادہ ہوتے ہیں، اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ لطف و کرم سے پیش آتے ہیں اور وہ رحم کے رشتے میں ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ یہ ایک آفاقی حقیقت ہے جس کی اسلام نے بدیں الفاظ تائید فرمائی ہے:

وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ (انفال: ۷۵)	اور اللہ کی کتاب میں خون کے رشتے دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہوتے ہیں۔

قرابت داری اور صلہ رحمی | اسلام نے قرابت داروں کے حقوق پر بڑا زور دیا ہے۔ قرآن و حدیث میں اُن کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنے کی ترغیب دلائی ہے، اور قطع رحمی اور قرابت داروں سے بدسلوکی کرنے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى ۔ (النحل: ۹۰)	اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔
وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۔ (النساء: ۳۶)	اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی، رشتہ دار سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور اُن لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں احسان کا معاملہ کرو، یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور اپنی بڑائی پر فخر کرے۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ (النساء: ۱)	اُس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۔ (الاسراء: ۲۶)	رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق اور فضول خرچی نہ کرو۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۔ (الروم: ۳۸)

پس (اے مومن!) رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین و مسافر کو اس کا حق یہ طریقہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ (بخاری و مسلم)

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِسَاقِ الْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ (بخاری و مسلم)

رحم عرشِ الٰہی کے پائے سے لٹکا ہوا ہے کہتا ہے "جو مجھے جوڑے اُسے قربِ الٰہی نصیب ہو اور جو مجھے توڑے وہ بارگاہِ الٰہی سے کٹ جائے!

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنے کو واجب قرار دے دیا ہے کہ "تو اپنے ماں باپ اور بہن بھائی سے بھلائی کر اور اُس قریبی رشتہ دار سے احسان کر جو ان سے قریب ہو۔ یہ ایک ایسا حق ہے جسے ادا کرنا ضروری ہے اور خون کے رشتے اس قابل ہیں کہ انہیں قائم رکھا جائے۔"

قرآن و حدیث سے ماخوذ مذکورہ بالا نصوصِ صریحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قرابت دار کا اپنے قرابت دار پر دوسرے تمام انسانوں سے زیادہ حق ہے۔ کیونکہ ان کے درمیان قرابت اور رشتہ داری ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے رشتہ دار کی بدحالی اور بیکاری کے وقت اُس پر اور اُس کے بال بچوں پر خرچ نہ کرے تو وہ حقِ قرابت کو کماحقہٗ ادا نہیں کرتا۔ جب کوئی شخص اپنے کسی قریبی کی موت کے بعد اس کی جائیداد کا وارث بن کر مفت میں کچھ دولت حاصل کر سکتا ہے تو پھر عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار کی بدحالی کے وقت اس پر بغیر کسی ذاتی مفاد کے خرچ بھی کرے۔ اور اس کو اُس مفت ہاتھ آنے والی دولت کا عوض سمجھ لے جو قریبی کی موت کے

بعد اُسے مل سکتی تھی۔

بعض علماء کا کیا خیال ہے کہ مذکورہ بالا نصوصِ صریحہ میں جس احسان اور صلۂ رحمی کا ذکر آیا ہے وہ واجب نہیں بلکہ محض مستحب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اور اسے حق سے تعبیر فرمایا ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے رشتہ داروں کا حق فرما کر واجب قرار دیا ہے تو پھر یہ مستحب کس آیتِ قرآنی اور حدیثِ نبوی سے ہوا؟

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حق سے مراد صرف یہ ہے کہ قطع رحمی نہ کی جائے تو اس کا جواب یہ ہے جیسا امام ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے:

(۱) اس سے بڑھ کر قطع رحمی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک شخص دیکھ رہا ہو کہ اس کا رشتہ دار بھوک اور پیاس سے تڑپ رہا ہے اور گرمی یا سردی کے سبب سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ اور وہ اس کو ایک لقمہ کھانا نہ دے اور ایک گھونٹ پانی نہ دے اور نہ اُسے ستر پوشی اور سردی گرمی سے بچنے کے لیے کپڑا دے۔ حتیٰ کہ اُسے اپنی چھت کے سائے میں آرام تک نہ لینے دے۔ اگر یہ قطع رحمی نہیں تو ہم نہیں جانتے کہ پھر وہ قطع رحمی کیا ہے جسے حرام کہا گیا ہے اور وہ صلہ رحمی کیا ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

(۲) وہ صلہ رحمی کیا ہے جسے قرآن و سنّت میں واجب قرار دیا گیا ہے۔ اور جسے ترک کرنے والے کی مذمت کی گئی ہے؟ صلۂ رحمی میں ایک عام آدمی کے حق سے کونسی چیز زاید ہے جسے دل و دماغ سمجھ سکیں اور اس پر عمل کیا جا سکے؟

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھائی بہن کے حق کو ماں باپ کے حق کے ساتھ ذکر کیا ہے ارشاد ہے امك واباك واختك واخاك ثم ادناك ادناك (اپنے ماں باپ سے بھلائی کر اور اپنی بہن بھائی سے بھلائی کر، پھر جو رشتہ میں اُن سے قریب ہوں اور پھر جو اُن سے قریب تر ہوں)۔ پھر وہ کونسی چیز ہے جس سے یہ حکم منسوخ ہو سکتا ہے؟ اور وہ کونسی چیز ہے جو پہلے (حقوقِ والدین)

کو واجب قرار دے اور دوسرے (بہن بھائی کے حقوق) کو مستحب رہنے دے؟

فقہائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی کے نان نفقہ کے لیے اور والد کو اپنے اور لڑکی کے نفقہ اور بیٹے کو والدین کے نفقہ کے لیے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور باقی اقرباء اور رشتہ داروں کے متعلق اس بارے میں اختلاف ہے کہ اسلامی ریاست کا قاضی کسی رشتہ دار کو رشتہ دار پر خرچ کرنے پر کس حد تک مجبور کر سکتا ہے۔ اگرچہ اُن اقرباء اور رشتہ داروں سے صلۂ رحمی اور احسان کو سب فقہاء نے دینی نقطۂ نگاہ سے ضروری قرار دیا ہے۔

اس سلسلے میں تمام مذاہبِ اسلامیہ میں سے امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے مذاہب میں کافی وسعت پائی جاتی ہے۔ اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں اماموں کے مذاہب کی تائید میں کتاب وسنت سے بہت سے دلائل پیش کیے ہیں۔ زاد المعاد میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجۂ ذیل احادیث نقل کرتے ہیں جو خویش واقارب پر خرچ کرنے کے بارے میں ہیں:

سنن ابی داؤد میں کلیب ابن منفعۃ الحنفی سے روایت کی گئی ہے۔ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (کلیب کے دادا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ "اے اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ احسان کروں؟" آپ نے فرمایا "اپنے ماں باپ کے ساتھ، پھر اپنے بہن بھائی کے ساتھ، اور پھر اپنے رشتہ دار کے ساتھ جو اُن سے قریب ہے۔" یہ ایک ایسا حق ہے جسے ادا کرنا ضروری ہے اور رحم کے رشتے اس قابل ہیں کہ انہیں قائم رکھا جائے۔

نسائی میں طارق محاربی سے روایت ہے کہ جب میں مدینے آیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر کھڑے خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے "دینے والے کا ہاتھ اُونچا ہے اور دینے کی ابتدا اپنے اہل وعیال سے کرو۔ پہلے ماں باپ کو دو، پھر بہن بھائی کو، پھر جو زیادہ قریب ہو اور پھر جو اُس سے قریب ہو۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی "اے اللہ کے رسولؐ! تمام انسانوں میں سے کون سب سے زیادہ حقدار ہے اس بات کا کہ میں اس سے حسنِ سلوک سے پیش آؤں؟ آپؐ نے فرمایا "تیری ماں"۔ اس نے کہا "پھر کون؟" آپؐ نے فرمایا "تیری ماں"۔ اس نے کہا "پھر کون؟" آپؐ نے فرمایا "تیری ماں"۔ اس نے کہا "پھر کون؟" آپؐ نے فرمایا "تیرا باپ، پھر وہ جو زیادہ قریب ہو اور پھر وہ جو اس سے زیادہ قریب ہو۔"

ترمذی میں معاویہ قشیری سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: "اے اللہ کے رسولؐ! میں کس کے ساتھ احسان کروں؟ آپؐ نے فرمایا "اپنی ماں کے ساتھ"۔ میں نے پوچھا "پھر کس کے ساتھ؟" آپؐ نے فرمایا "اپنی ماں کے ساتھ"۔ میں نے پوچھا "پھر کس کے ساتھ؟" آپؐ نے فرمایا "اپنے باپ کے ساتھ۔ پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریبی ہو۔"

سُنن ابی داؤد میں عمرو بن شُعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بلاشبہ بہترین کھانا وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ۔ تمہاری اولاد بھی تمہاری ایک طرح کی کمائی ہے، تم اپنی اولاد کی کمائی سے بھی بلا کسی مشقت کے کھاؤ۔"

نسائی میں جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پہلے اپنے آپ پر صدقہ کرو۔ اور اگر کچھ بچ جائے تو اپنے گھر والوں پر، اگر تمہارے گھر والوں سے بھی کچھ بچ جائے تو اپنے قرابتداروں پر، اور تمہارے قرابتداروں سے بھی کچھ بچ جائے تو اس طرح اور اس طرح" (یعنی پھر ان پر جو ان کے قریبی ہوں اور پھر ان پر جو ان قریبیوں کے قریبی ہوں)۔

منقولہ بالا تمام احادیث مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی کی تفسیر ہیں:۔

(۱) وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى (النساء: ۳۶)	اور تم سب اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ، قرابتداروں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔
(۲) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (الاسراء: ۲۶)	قرابت دار کو اس کا حق دو۔
(۳) فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (الروم: ۳۸)	قرابت دار کو اس کا حق دو۔

اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کے حق کو والدین کے حق کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی۔ اگر یہ حق حقِ نفقہ نہیں ہے تو پھر ہم نہیں جانتے کہ وہ کون سا حق ہے؟ اور اللہ نے قرابتداروں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تو بہت بڑی بدسلوکی ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی رشتہ دار کو دیکھے کہ وہ بھوکا ننگا مر رہا ہے اور وہ اس کی تنگ دستی کو دُور کرنے اور ستر پوشی کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود اُسے کھانے کا ایک لقمہ نہ دے اور اس کی ستر پوشی نہ کرے۔ اور اگر کرے تو قرض دے کر۔

(باقی)

تفہیم القرآن کے اجزا البقرہ، المائدہ، یوسف، النُّور، اور الاحزاب کے بعد

اسلامیات کے طالب علموں کی سہولت کی خاطر

تفسیر سورۂ حُجرات

بھی علیحدہ کتابی شکل میں شائع کر دی گئی ہے۔

ضخامت ۵۶ صفحات۔ ۱۸×۲۳/۸ کاغذ سفید۔ قیمت ایک روپیہ ۲۵ پیسے

ادارہ ترجمان القرآن

۵۔ اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور سے

طلب فرمایئے